نمبر ۹۴ | مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۹ر فروری سے مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں چالیس کے قریب اصحاب جن میں پانچ عمر رسیدہ مستورات بھی ہیں۔ اعتکاف بیٹھے ہیں۔

چند روز سے مطلع ابر آلود ہے۔ کسی قدر بارش بھی ہوئی ہے سردی بہت بڑھ گئی ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

طریق تبلیغ

اس پرچہ میں تبلیغ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ شائع ہو رہا ہے۔ اس کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ذیل ملفوظات احباب کے استفادہ کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔ (مدیر)

"دُنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ عوام۔ متوسط درجے کے۔ اُمراء۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں۔ اُن کی سمجھ موٹی ہوتی ہے۔ اِس لئے اُن کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امراء کے لئے سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وُہ نازک مزاج ہوتے ہیں۔ اور جلد گھبرا جاتے ہیں۔ اور ان کا تکبّر اور تعلّی اور بھی سدّ راہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہیئے۔ کہ وُہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے۔ یعنے مختصر مگر پُورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو۔ قلّ ودلّ۔ مگر عوام کو تبلیغ کرنے کے لئے تقریر بہت ہی صاف۔ اور عام فہم ہونی چاہیئے۔ رہے اوسط درجہ کے لوگ۔ زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے۔ کہ ان کو تبلیغ کی جائے۔ وُہ بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور اُن کے مزاج میں وُہ تعلّی اور تکبّر اور رعونت بھی نہیں ہوتی۔ جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا۔"

(الحکم ۲۴۔ مارچ ۱۹۰۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے

پنڈت جواہر لال صاحب کو تعزیت کا تار

جناب ناظر صاحب امور خارجہ کی طرف سے پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کے نام حسب ذیل تار ارسال کیا گیا:۔

”حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ کو آپ کے والد کی وفات کا جو ہندوستان کے ایک بڑے سیاسی لیڈر تھے۔ رنج ہوا حضرت امام جماعت احمدیہ آپ سے اور آپ کی والدہ صاحبہ سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی کا اظہار فرماتے ہیں“

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

میں نے یہاں دو اشتہار عیسائیت کے متعلق فرینچ میں ترجمہ کرا کر شائع کئے ہیں۔ ایک میں بہ دلائل عقلی و نقلی یہ ثابت کیا گیا کہ صلیب بنانا اور اس کی تعظیم کرنا مسیحیوں کے لئے کسی طرح جائز نہیں۔ اور نہ ہی یہ کام حضرت مسیح سے محبت رکھنے والوں کا ہو سکتا ہے۔

۲ دوسرے اشتہار میں بہ دلائل قویہ اور سابقہ پیشگوئیوں سے یہ ثابت کیا گیا۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے قدیم نوشتے بھی یہی ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ مسیح نے صلیبی موت سے نجات پائی تھی:۔

چونکہ یہاں رومن کیتھولک عیسائیوں کا بہت زور ہے اس لئے ان کے اخبار ”لا وی کا تھولک“ (کیتھولک کی روح) نے میرے اشتہاروں میں حد درجہ تحریف کر کے ایک جواب شائع کیا۔ گویا آپ ہی سوال بنا کر اس کا جواب دیا جس سے ناواقف مغالطہ میں پڑ سکتے تھے۔ میں نے اپنے اشتہاروں اور ”لا وی کا تھولک“ کے جواب کی طرف اپنے ایک بھائی مسٹر احمد حسین صاحب کی معرفت مختلف اخبارات کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اپنی آزاد اور منصفانہ رائے کا اظہار کریں:۔ ......

...... ۷۔ دسمبر کو ستانیں بلانس میں تقریر ہوئی۔ جو چند غیر احمدیوں نے بہت توجہ سے سُنی۔ اور بہت اچھا اثر لیکر گئے:۔

ماسٹر نوریا صاحب کی لڑکی کے نکاح کے موقعہ پر ہندو مسلمان عیسائی اصحاب کو مدعو کیا گیا۔ ایک پراٹسٹنٹ پادری صاحب بھی آئے خطبہ نکاح میں بتایا گیا۔ کہ عورتوں پر جو جو مظالم ہوتے تھے۔ ان کی اسلام نے کیا اصلاح کی ہے۔ خطبہ کا مفہوم فرنچ میں بھی سنایا گیا بعد میں پادری صاحب نے بھی تقریر کی۔ اس موقعہ پر ماسٹر نوریا صاحب کے بعض غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کی گئی۔ روز ہل اور پورٹ لوئیس میں انفرادی تبلیغ بھی ہوتی رہی:۔

اس وقت ماریشس پر بہت تنگی کا وقت ہے لیکن باوجود اس کے یہاں کی جماعت نے قریباً ایک ہزار روپے کی ”دارالسلام“ کے لئے زمین خریدی اور ۷۵ روپے قادیان میں اخراجات جلسہ کے لئے روانہ کئے۔ بعض اصحاب مسلم سن رائز اور بعض سن رائز قادیان کے خریدے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے احمدیوں کو سخت تکالیف دی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ احمدیوں سے ہمدردی رکھنے والوں کو بھی تنگ کیا جاتا ہے۔ لیکن خدا کے فضل سے جماعت روز بروز اخلاص میں ترقی کر رہی ہے احباب دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ مزید ترقی کرنے کی توفیق بخشے۔ خاکسار حافظ جمال احمد از دارالسلام روز ہل ماریشس۔

خیر مانگو

برادر محترم قاضی محمد علی صاحب نے اپنے ایک رویا کی بنا پر بذریعہ خط یہ تحریک کی ہے۔ کہ خیر مانگو۔ اس کے ماتحت احباب سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ رمضان المبارک کے مبارک ایام میں احباب کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور رحمت و برکت کی خاص گھڑیوں میں اپنے محترم بھائی کے لئے خیر مانگنی چاہیئے:۔

مردم شماری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ضروری اعلان

ہر اِک احمدی یاد رکھے۔ اور دوسروں کو اطلاع دے

۱۔ پہلی مردم شماری ہو چکی ہے۔ دوسرا اور آخری دن چھبیس (۲۶) فروری ۱۹۳۱ء ہے ۲۔ مردم شماری کرنے والے سستی یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے ۳۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ دیکھ لے۔ کہ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے نام کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے، ۴۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے سب مرد۔ عورت۔ بچوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اور کوئی نام باقی نہیں رہا، اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے:۔ ۵۔ ایک نام بھی اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے رہ جائے گا۔ تو آپ جماعت سے دشمنی کرنے والے ٹھیرینگے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سُبکی ہوگی:۔ ۶۔ ہر اِک جگہ مردم شماری کرنے والے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہ کر نگرانی کرنی چاہیئے:۔ ۷۔ مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام چھوڑ کر اس کام کو کریں:۔ ۸۔ ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مسلمانوں کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس نقص کا بھی خیال رکھے۔ اور دیکھے۔ کہ سب مسلمان خواہ کسی فرقہ کے ہیں۔ اُن کی مردم شماری پوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ بھی خواہ ایک دن کا پیدا ہوا ہو۔ باقی نہیں رہ جاتا، ۹۔ ہر اِک احمدی کو چاہیئے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے اِرد گرد کی جماعتوں تک پہنچا دے۔ تا ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہے ۱۰۔ ہر اِک احمدی کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو جو دلوں میں احمدیت قبول کر چکے ہوں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپکو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالیٰ کے سامنے ایک شہادت تو ان کے دل کی تبدیلی پر ہو:۔ ۱۱۔ پچھلی دفعہ بعض جگہ سینکڑوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ اب ایسا نہ ہو ۱۲۔ سب جماعتوں کو چاہیئے۔ فوراً اجلاس کر کے ہر محلہ اور ہر گلی کے لئے آدمی مقرر کر دیں۔ جو پہلے خود مکمل فہرست تیار کر لیں۔ اور پھر ساتھ رہ کر مردم شماری کے وقت دیکھ لیں۔ کہ سب احمدیوں کی پوری طرح مردم شماری ہو گئی ہے:۔

خاکسار مرزا محمود احمد

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب

کی ولایت سے واپسی

ہمیں معلوم ہوا ہے۔ جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب۔ بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء، جو گول میز کانفرنس میں شمولیت کے لئے لنڈن تشریف لیگئے تھے۔ ۱۹۔ فروری کو بمبئی پہنچیں گے۔ اور انشاء اللہ ۲۰۔ کو فرنٹیر میل پر لاہور تشریف لے آئیں گے:۔

”الفضل“ کے نئے خریداروں کیلئے رعایت

جو اصحاب ۱۵ فروری سے ۱۵ مارچ تک الفضل کے نئے خریدار ایک سال کے لئے ہونگے: ان کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے درس القرآن کا پارہ ۲۸ (از سورہ مجادلہ تا سورہ تحریم) جو حقائق القرآن کے نام سے خوشنما چھپا ہوا معارف و حقائق کا گنجینہ ہے۔ اور مباحثہ شملہ جس میں غیر مبایعین سے اختلافی مسئلہ نبوت پر سیر کن بحث ہے۔ غیر مبایعین اور تمام لشکر مسلمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہے۔ دونوں کتابیں مفت نذر کیجائیں گی محصول ڈاک بھی ہمارے ذمے۔ یعنی دس روپے دو آنے کا وی پی انہی کتابوں کا ہوگا۔ اور سال بھر اخبار جاری رہیگا۔ (مینجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

ہندوؤں کے خوشنما وعدوں کا افسوسناک انجام

مسلمانوں سے سمجھوتہ کرنے کے لئے ہندو تیار نہیں

مسلمانانِ ہند نے جب بھی ہندوؤں کو تصفیہ حقوق اور باہمی سمجھوتہ کی طرف توجہ دلائی۔ انہیں یہی جواب دیا گیا۔ کہ اس وقت حقوق ہیں ہی کہاں۔ جن کا تصفیہ کیا جائے۔ اس وقت تو ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل کر سیاسی حقوق حاصل کرلیں۔ اس کے بعد حقوق کا تصفیہ ہو جائے گا۔ اور تو اور گاندھی جی نے بھی مسلمانوں کو یہی کہہ کر ٹالنا اور ان کے ذریعہ اپنا کام نکالنا چاہا۔ دوسروں نے اس سے بھی زیادہ خوشنما رنگ میں یہ بات پیش کی۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے اخبار "پرتاپ" (۱۲۔ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء) نے لکھا:۔

"پہلے ہمارے ساتھ مل کر انگلستان سے سوراجیہ لے لو۔ اس کے بعد جو کچھ مانگو گے۔ تمہیں دیا جائے گا۔ اس وقت یہ سوال نہ ہوگا کہ تمہارا حق کیا ہے۔ بلکہ یہ کہ تم خوش کس طرح ہو سکتے ہو"

غور فرمائیے۔ کس فیاضی اور فراخ حوصلگی سے مسلمانوں کو یہ وعدہ دیا گیا۔ کہ سوراجیہ ملنے کے بعد جو کچھ مانگو گے۔ تمہیں دیا جائیگا۔ اس وقت یہ نہ دیکھا جائیگا۔ کہ تمہارا حق کیا ہے۔ بلکہ تمہیں خوش کرنا مد نظر ہوگا۔ جو کچھ لے کر تم خوش ہو سکو گے۔ وہی دے دیا جائیگا۔ گویا حق سے بہت کچھ بڑھ چڑھ کر دیا جائیگا۔

اسی قسم کا وعدہ ہندوؤں کے ایک بہت بڑے لیڈر مسٹر جیاکر نے گول میز کانفرنس لنڈن کے مسلمان نمائندوں کو دیتے ہوئے اپنی ایک لنڈن کی تقریر میں کہا:۔

"فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق سمجھوتہ ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے آئینی مسئلہ کے متعلق ہندوستان کو معطل کرنے کا سوال کھٹائی میں ڈالنے کی ضرورت ہو۔ ہندو لیڈروں نے تو پہلے ہی اطمینان اور تسلی دلا دی ہے۔ کہ جب حکومت کی طرف سے یہ واضح اطمینان حاصل ہو جائے گا۔ کہ وہ ہندوستان کو مکمل ڈومینین سٹیٹس دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو ہم فرقہ وارانہ مسئلہ کو اس طرح حل کر دیں گے۔ جس سے اقلیتوں کو تسلی ہو جائے"۔ (ملاپ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء)

اقلیتوں کی تسلی اور ان کے حقوق کی حفاظت کے متعلق کیسا صاف اور واضح وعدہ ہے۔ لیکن اب جبکہ وزیر اعظم نے گول میز کانفرنس کے اختتام پر اور پھر پارلیمنٹ میں نہایت واضح اور کھلے الفاظ میں اعلان کر دیا۔ کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کو مکمل ڈومینین سٹیٹس دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور اس غرض کے لئے بہت سے حقوق دینے پر بالکل آمادہ ہے۔ تو نہ صرف وہ ہندو لیڈر جن کے متعلق مسٹر جیاکر نے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ وہ فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق سمجھوتہ کرنے کا پہلے ہی اطمینان اور تسلی دلا چکے ہیں۔ اور ڈومینین سٹیٹس ملنے کا ارادہ معلوم ہونے پر فرقہ وارانہ مسئلہ کا اس طرح حل کر دیں گے۔ جس سے اقلیتوں کی تسلی ہو جائے گی۔ نہ صرف فرقہ وارانہ مسئلہ کو تسلی بخش طریق پر حل کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نفس ناطقہ اخبارات یہ لکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں سے تصفیہ حقوق کی ضرورت ہی نہیں۔ مسلمانوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ کہ ان سے فیصلہ کیا جائے۔ وہ تو بازار میں کوڑی کوڑی کو بک جائیں گے۔ اور کوئی یہ بھی نہ پوچھے گا۔ کہ بھیا کون ہو۔ چنانچہ وہی اخبار "پرتاپ" جو کل تک یہ کہہ رہا تھا۔ کہ سوراجیہ ملنے کے بعد جو کچھ تم مانگو گے۔ تمہیں دے دیا جائیگا۔ اس وقت یہ نہ دیکھا جائیگا۔ کہ تمہارا حق کیا ہے۔ بلکہ یہ دیکھا جائیگا۔ کہ تم خوش کس طرح ہو سکتے ہو۔ آج سوراجیہ مل جانے پر نہیں۔ بلکہ وزیر اعظم کی طرف سے پہلے کی نسبت کچھ زیادہ حقوق دیئے جانے کے اعلان پر مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:۔

"وزیر اعظم نے اپنا بیان دے دیا۔ وہ بیان جس کے ساتھ ہندوستان اور انگلستان کے تعلقات میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔ جس میں پہلی بار ہندوستان کو صاف اور غیر مبہم الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ درجہ نو آبادیات اسے دیا جائیگا۔ کسی زمانہ نامعلوم میں نہیں۔ بلکہ زمانہ قریب میں۔ اگرچہ چلمسفورڈ ہندو اور مسلمان تمہاری امداد کے بنا اور اپنے تپ اور تیاگ کے سہارے پر انگلستان سے یہ اقرار لے سکتے ہیں۔ تو اب انہیں تمہارے ساتھ صلح کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔

"تم یہ بتاؤ۔ کہ تمہارے ساتھ فیصلہ کرنے سے وطن پرست ہندوستان کو کیا ملیگا"۔

"تم تو نیر قالین ہو۔ جن جگہوں میں تمہارا دریچہ ہے۔ انہیں کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اس لئے تمہیں پوچھے کون۔ تمہاری اس وقت تک تو قدر تھی۔ جب تک انگلستان ہندوستان کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتا تھا لیکن اب کہ وہ سوراجیہ دینے کو تیار ہے۔ تم تو بازار میں کوڑی کوڑی کو بک جاؤ گے۔ اور کوئی یہ بھی نہ پوچھیگا۔ کہ بھیا کون ہو"۔

(پرتاپ یکم فروری سنہ ۱۹۳۱ء)

یہ ہے ہندوؤں کی اصلی اور حقیقی ذہنیت۔ جس پر کل تک مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنی مطلب براری کے لئے آلہ کار بنانے کے لئے یہ کہہ کر پردہ ڈالا جا رہا تھا۔ کہ سوراجیہ ملنے کے بعد جو کچھ تم مانگو گے۔ تمہیں دے دیا جائیگا۔ آج جبکہ ابھی سوراجیہ ملا نہیں۔ بلکہ صرف یہ امید بندھی ہے۔ کہ "انگلستان سوراجیہ دینے کو تیار ہے"۔ درجہ نو آبادیات حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ "غیر مبہم الفاظ میں بتایا گیا ہے۔ کہ درجہ نو آبادیات دیا جائیگا"۔ صاف اور غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے۔ کہ "اب تمہارے ساتھ صلح کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ "تم یہ بتاؤ۔ کہ تمہارے ساتھ فیصلہ کرنے سے وطن پرست ہندوستان (یعنی ہندوؤں) کو کیا ملے گا"۔ "تمہاری اسی وقت تک قدر تھی۔ جب تک انگلستان ہندوستان کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتا تھا"۔ گویا اب جبکہ وزیر اعظم نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ہندوستان کو درجہ نو آبادیات دیا جائیگا۔ اور اب جبکہ انگلستان ہندوستان کو سوراجیہ دینے کو تیار ہے نہ تو مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کو صلح کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ فیصلہ کرنے کی حاجت۔ اور نہ ان کی کچھ قدر و قیمت رہی ہے۔

ہندوؤں کی طرف سے یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ ہمارے لئے قطعاً غیر متوقع نہیں۔ کیونکہ ہمیں اس کے سوا ان سے کسی اور چیز کی امید ہی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب بھی انہوں نے چکنے چپڑے الفاظ میں مسلمانوں کے حقوق کے متعلق یہ کہا۔ کہ "ہم فرقہ وار مسئلہ کو اس طرح حل کر دیں گے۔ جس سے اقلیتوں کی تسلی ہو جائے"۔ "جو کچھ مسلمان مانگیں گے۔ وہی انہیں دے دیا جائیگا"۔ اور "جس طرح وہ خوش ہونگے۔ اسی طرح انہیں خوش کر دیا جائیگا"۔ اسی وقت سے ہم یہ کہتے چلے آ رہے ہیں۔

"جو قوم اس وقت خالی ہاتھ ہونے کے باوجود مسلمانوں سے ان کے حقوق کا محض زبانی تصفیہ نہیں کر سکتی۔ وہ اپنے ہاتھوں میں عنانِ حکومت آنے کے بعد ملک کے نظم و نسق میں مسلمانوں کو شریک کرنے اور جو کچھ مانگیں گے۔ وہ دینے کے لئے کہاں سے دل لائے گی"۔

(الفضل ۱۵۔ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء)

آج ہماری یہ رائے لفظ بلفظ درست ثابت ہو گئی۔ اور خود ہندوؤں نے اور انہی ہندوؤں نے جو مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے

مونہہ مانگے مطالبات پورے کرنے کے وعدے کرتے تھے - درست ثابت کر دی ہے - اگرچہ ہندوؤں کے لحاظ سے یہ امر نہایت افسوسناک بلکہ شرمناک ہے - لیکن مسلمانوں کے لئے نہایت ہی مفید اور فائدہ بخش ہے - بشرطیکہ وُہ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے حقوق اور مطالبات حاصل کرنے کے لئے سرگرم جدوجہد میں مصروف رہیں - وزیراعظم نے اگرچہ اپنی تقریروں میں ہندوستان کے متعلق بُہت کچھ کہدیا ہے - اور اس حد تک کہہ دیا ہے - کہ ہندوؤں کے نزدیک "غیر مبہم الفاظ میں بتایا گیا ہے - کہ درجہ نو آبادیات دیا جائیگا اور انگلستان اب سوراجیہ دینے کو تیار ہے" لیکن باوجود اس کے فرقہ وارانہ مسائل کا ابھی تک کوئی تصفیہ نہیں ہوا - جس کا وزیراعظم نے خود ذکر کیا ہے - اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ :-

"اگر آپ اپنے اپنے تحفظات کا خود بندوبست نہ کر سکینگے اور آپس میں مفاہمت نہ ہو سکیگی - تو حکومت کو اس سلسلہ میں ضروری امُور کا انتظام کرنا پڑے گا"

پس جبکہ ایک طرف ابھی فرقہ وارانہ مسائل کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا - اور دوسری طرف ہندوؤں نے مسلمانوں کے متعلق کھلم کھلا اعلان کر دیا ہے - کہ وُہ ان سے کوئی فیصلہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں - بلکہ یہ تہیہ کر چکے ہیں - کہ مسلمانوں کو بازار میں کوڑی کوڑی کو بیچ دیں - تو وقت ہے - کہ مسلمان بیدار ہوں - اور اپنی قدر نہ صرف ہندوؤں پر بلکہ حکومت پر بھی ثابت کر دیں - اور بتا دیں - کہ جب تک مسلمانوں کو مطمئن نہ کیا جائیگا - اس وقت تک نہ کوئی دستور بن سکے گا - اور نہ چل سکے گا - ہندو اپنی چالبازیوں اور فریب کاریوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو "شیر قالین" کہہ رہے ہے - اور یہ طعنہ دے رہے ہیں - کہ "تم قربانی اور ایثار کا نام تک نہیں جانتے" ظاہر ہے کہ کوئی زندہ قوم یہ طعنہ برداشت نہیں کر سکتی - اگر مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں - تو ان کے لئے بھی ضروری ہے - کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مردانہ وار میدان میں کھڑے رہیں - اور ایک بال بھر بھی اپنے قدم پیچھے نہ ہٹائیں - مسلمان کہلانے والوں کے لئے میدانِ مقابلہ سے پیچھے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے - اگر مسلمانوں میں یہ عزم اور یہ ارادہ پیدا ہو جائے - اور اپنے اعمال سے اس کا ثبوت پیش کر دیں - تو ہندو حکومت سے بھی زیادہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کی ضرورت محسوس کرینگے - اور اسی وقت ہندوستان میں کوئی دستور حکومت کامیاب ہو سکیگا ؛

پنڈت موتی لال کا انتقال

پنڈت موتی لال صاحب نہرو جن کی صحت ایک عرصہ سے مخدوش تھی - آخر ۶ فروری کو لکھنؤ میں انتقال کر گئے - پنڈت صاحب ہندوستان کے بڑے قابل اور نڈر سیاسی لیڈر تھے - انہوں نے اپنی قوم اور ملک کے لئے بڑی شاندار جانی اور مالی قربانیاں کیں - نہایت امیرانہ زندگی چھوڑ کر فقیرانہ طرز اختیار کر لیا - اور اپنا عظیم الشان محل جس پر انہوں نے لاکھوں روپے صرف کئے تھے - کانگریس کی نذر کر دیا - اگر وُہ اپنی زندگی کے آخری کارنامہ "نہرو رپورٹ" میں مسلمانوں کے حقوق کے متعلق غیر منصفانہ رویہ اختیار کر کے ہندو مسلمانوں کے اختلافات کی خلیج کو اور زیادہ وسیع نہ کر دیتے - تو آج مسلمان بھی ان کے غم میں مساوی طور پر شریک ہوتے - اور ایک بُہت بڑے لیڈر کے اُٹھ جانے پر بے حد رنج و افسوس محسوس کرتے ؛

پنڈت جی قوم پرست کہلاتے تھے - حتیٰ کہ وُہ اپنا مذہب بھی "قوم پرستی" بتاتے تھے - لیکن ان کی قوم پرستی کا مفہوم ہندو پرستی تھا - چنانچہ انہوں نے صاف الفاظ میں یہ اعلان کر رکھا تھا کہ :-

"ہندوؤں کے حقوق کی حفاظت کے لئے میں اپنی جان تک لڑا دُونگا - بنیے نہیں راجپوت بنو - میں آزادی کی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں - آؤ میری مدد کرو - مجھ سے بہتر کوئی ہندو نہیں"

(پرتاپ ۸ - فروری سنہ ۱۹۳۱ء)

آج پنڈت جی کی ساری سیاسی زندگی پر نظر کی جائے - تو وُہ اسی اعلان کی تشریح اور توضیح معلوم ہوتی ہے - باوجود اس کے ہم محسوس کرتے ہیں - کہ ان کی وفات سے ہندوستان کے سیاسی مفاد کو بہت نقصان پہونچا - اور ہندوستان ایک قابل لیڈر سے محروم ہو گیا ہے ؛

ضلع راولپنڈی میں ہندو مسلم فساد

ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں تھوڑی ہے - ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرنے کے لئے جس قدر مظالم کئے جاتے ہیں - ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں - لیکن اب تو یہاں تک حالت پہونچ گئی ہے کہ جہاں مسلمانوں کی آبادی بُہت زیادہ ہے - وہاں بھی ان پر عافیت تنگ کی جا رہی ہے - اس قسم کی تازہ مثال موضع بیول ضلع راولپنڈی کا فساد ہے - اس علاقہ میں اسی فیصدی سے بھی زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے - اور بیول کے سکول میں ملحقہ دیہات کے مُسلمان طلباء بھی تعلیم پاتے ہیں - بورڈنگ ہاؤس میں بھی صرف چند ہندو طلباء ہیں جو مسلمان طلباء سے علیحدہ رہتے ہیں - لیکن اس گاؤں کے ہندو چونکہ ساہوکارہ کے ذریعہ مسلمانوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی حاصل کرنے کی وجہ سے بہت مالدار ہیں - اور غریب مسلمانوں کو اپنی رعایا سمجھتے ہیں - اس لئے انہوں نے ان مسلمان طلباء پر یہ الزام لگا کر کہ انہوں نے مسلم بورڈنگ ہاؤس میں گائے کا گوشت پکوایا - انہیں ایک سرکردہ ہندو کے مکان میں لے گئے - جہاں انہیں زدوکوب کیا گیا - حتےٰ کہ ہمارے نامہ نگار کی تحریر کے مطابق ان کے منہ میں جھٹکہ کا ناپاک گوشت دیا گیا - اور دیکھنے کے لئے مجبُور کیا گیا - اس کے ساتھ ہی کہہ دیا گیا - اگر گائے کے گوشت کے متعلق آئندہ کوئی اطلاع ملی - تو پھر تمہاری خیر نہیں ؛

اس واقعہ سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیل گئی - اور ان میں سے سرکردہ لوگ جمع ہو کر اس ہندو سے جس کے مکان پر یہ حادثہ ہُوا تھا - گفتگو کرنے کے لئے گئے - کچھ اور لوگ بھی گفتگو سُننے کے لئے ساتھ ہو گئے - لیکن بجائے اس کے کہ کوئی مصالحانہ صورت اختیار کی جاتی - چھتوں پر سے ان پر پتھر برسائے گئے - اور اخبارات میں تو یہ بھی شائع ہُوا ہے - کہ ان پر فائر کئے گئے - اس پر فساد بڑھ گیا ؛

ظاہر ہے - کہ اس فساد کی ساری ذمہ واری ہندوؤں اور سکھوں پر ہے - لیکن جیسا کہ ہر فساد کے موقعہ پر ہوتا ہے - کہ ہندو اخبارات مسلمانوں کے خلاف شور مچا دیتے ہیں - اور سرکردہ ہندو خود پہنچ کر اپنے مفید مطلب کارروائیاں کرا لیتے ہیں - اس موقعہ پر بھی ایسا ہی ہُوا - بااثر اور بارسوخ ہندو لیڈر اور وکلاء وہاں پہونچ چکے ہیں - اور اس وقت تک بُہت سے مسلمان گرفتار ہو چکے ہیں - ذمہ وار افسر ہندوؤں کی دلداری کی کوشش کر رہے ہیں - اور مسلمان مبتلائے مصائب ہو رہے ہیں - اور کوئی ان کا پُرسانِ حال نہیں ؛

ہم ضلع راولپنڈی کے سرکردہ اور معزز مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہیں - کہ وُہ اپنے گرفتارانِ بلا بھائیوں کی خبرگیری فرض سمجھیں - اور انہیں سرمایہ داروں کے ہتھکنڈوں کا شکار نہ ہونے دیں ؛

یورپ میں اشاعت علوم مسلمانوں کی وجہ سے ہوئی

پٹنہ کے ایک اسلامی مکتب کے سالانہ اجلاس میں مقامی ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سر ڈائنی بڑول نے بزبان اردو ایک تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا :-

"میں بحیثیت یورپین ہونے کے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ یورپ تحصیل علوم کے باب میں مسلمانوں کا بے حد ممنون احسان ہوں ..... مغربی دُنیا نے حکمائے یونان کے فلسفہ کی قدر و قیمت مسلمانوں ہی سے سیکھی - سائنس - طب - کیمیا اور علم حساب کے مدرسوں کی وجہ سے علوم کی تخم ریزی جو عربوں نے کی - اس کا سب سے بڑھکر نشوونما یورپ ہی میں ہُوا - میں طالب علموں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں - کہ انہیں عرب سائنسدانوں کی علمی مثالوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے" (نادر بمبئی ۲۸ - جنوری)

ایک یوروپین فاضل کے یہ الفاظ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے درس عبرت سے کم نہیں جنہیں پڑھکر ان کی گردنیں شرم و ندامت سے جھک جانی چاہئیں کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں - کہ جنکے آباؤ اجداد نے دنیا کو علم کی روشنی سے منور کیا - اور جو عالم میں دریافت و اشاعت علوم کے بانی ہوئے - آج دنیا میں علمی لحاظ سے شاذ ہی کوئی قوم ان سے زیادہ پسماندہ ہو ؛

اسلام نے ہر ایک مسلمان کے لئے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے - اگر مسلمان اس فرض سے غافل اور لاپرواہ نہ ہو جاتے - تو آج بھی علمی دنیا میں ان کا پایہ نہایت بلند ہوتا - کیونکہ ان کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں علوم کے وُہ خزانے ملے تھے - جو اوروں کی دسترس سے باہر تھے - مگر افسوس کہ مسلمانوں کی سستی اور غفلت کی وجہ سے دوسروں نے ان پر قبضہ کر لیا - اور مسلمان تہی دست رہ گئے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ کی ضرورت

مردم شماری کے متعلق ہدایات

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۶ر فروری ۱۹۳۱ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے پچھلے سال یہ اعلان کیا تھا۔ کہ جو اضلاع یا جو تحصیلیں

ایک ہزار نئے احمدی

جماعت میں داخل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ان کے علاقہ میں ایک مستقل مبلّغ رکھنے کا انتظام ہم کر دیں گے۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اعلان ایسے موقعہ پر ہوا۔ جب وقت بہت کم تھا۔ اس لئے دوبارہ اس سال کے شروع میں میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی تحصیل ایک سال میں ایک ہزار نئے احمدی پیدا کرے۔ تو اس کے لئے اور اگر کوئی سارا ضلع اتنی تعداد پوری کرے۔ تو اس کے لئے ہم ایک مستقل مبلّغ دیدیں گے

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جماعت

اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ترقی

کر رہی ہے۔ اور روزانہ بڑھ رہی ہے۔ یہ ترقی گو ہماری امنگوں اور ارادوں کے مطابق نہ ہو۔ مگر ہماری کوششوں سے ضرور زیادہ ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ جتنی ہماری خواہش۔ اور ارادہ ہے۔ اتنی تیزی سے جماعت ترقی نہیں کر رہی۔ لیکن جس قدر کوشش ہماری طرف سے ہو رہی ہے۔ اس سے وہ ضرور زیادہ ہے ہم میں سے ہر ایک اگر اپنے نفس کے متعلق۔ اپنے بیوی بچوں کے متعلق۔ اپنے متعلقین اور اپنے دوستوں کے متعلق غور کرے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ہم میں سے بہت کم لوگ

حقیقی تبلیغ

کی طرف متوجہ ہیں۔ یوں ریل میں سفر کرتے ہوئے یا کسی اور موقع پر تبلیغی گفتگو کرنا۔ اور بات ہے۔ لیکن

تبلیغ کا جنون

بہت کم لوگوں کو ہے۔ اور پھر جو روپیہ ہم تبلیغ پر صرف کرتے ہیں وہ بھی بہت کم ہی ہے۔ ہمارا بہت سا روپیہ تعلیم پر خرچ ہوتا ہے اور یہ کوئی ہماری خصوصیّت نہیں۔ دوسری اقوام بھی اپنی تعلیم پر خرچ کرتی ہیں۔ اس لئے یہ خرچ دینی نہیں۔ بلکہ دنیوی ہی کہنا چاہیئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں نہ آئے ہوتے۔ یا اگر اسلام بھی نہ ہوتا۔ تو بھی

ایک ہوشیار قوم

ہونے کے لحاظ سے ہمارا فرض تھا۔ کہ تعلیم پر روپیہ خرچ کرتے۔ کیونکہ دنیوی آرام و آسائش اس سے وابستہ ہے اس کے بغیر حکومت میں اثر و رسوخ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ملازمتیں نہیں مل سکتیں۔ جتھا نہیں بن سکتا۔ ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہی وجوہات سے تمام قومیں تعلیم پر روپیہ خرچ کرتی ہیں۔ ہماری جماعت کو مستثنےٰ کر کے پنجاب میں تعلیم کے لحاظ سے سکھ بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر کیا وہ تعلیم کو مذہبی کام سمجھ کر اس میں ترقی کر رہے ہیں۔ اور اس پر خرچ کرتے ہیں۔ ہماری ایک معقول رقم جو پچاس ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ سالانہ تعلیم پر خرچ ہوتی ہے۔ اور یہ خرچ دینی نہیں۔ بلکہ دنیوی ہے۔ اسی طرح کچھ حصہ اخراجات کا غریبوں۔ مسکینوں۔ بیواؤں یتیموں اور دوسرے حاجتمندوں پر خرچ ہوتا ہے۔ تین۔ چار ہزار روپیہ تو قادیان کے ہسپتال پر ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ پھر بیواؤں۔ یتیموں اور دوسرے مستحقین پر جو خرچ کئے جاتے ہیں۔ وہ اگر جمع کئے جائیں۔ تو یہ رقم بھی

پچاس ساٹھ ہزار کے قریب

ہو جائے گی۔ اور یہ خرچ بھی خالص طور پر دین کے لئے نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اگر ہم زندہ اور ہوشیار قوم ہوتے۔ تو چاہے۔ کوئی مذہب ہوتا۔ یہ رقم ضرور خرچ کرنی پڑتی۔ انگریز۔ امریکن۔ جرمن سب ہی یہ خرچ کرتے ہیں۔ سڑکیں بناتے ہیں۔ ہسپتال جاری کرتے ہیں یتیم خانے کھولتے ہیں۔ بیواؤں۔ مسکینوں اور کمزوروں کے لئے انتظامات کرتے ہیں۔ پس اس میں بھی ہماری کوئی خصوصیّت نہیں۔ اور یہ خرچ ایسا ہی ہے۔ جیسے ایک جیب سے نکال کر دوسری میں ڈال لیا یہ خرچ اسلام پر نہیں۔ بلکہ اپنی ذات پر ہی ہم کرتے ہیں۔ پس ہمارے

سالانہ بجٹ کا تبلیغی خرچ

بہت ہی کم ہے۔ پھر کچھ حصہ دفتر کے اخراجات کا چلا جائے گا یہ بھی کوئی دینی خرچ نہیں۔ مثلاً نظارت امور عامہ ہے۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ ہمارے بیٹے بیٹیوں کی شادی بیاہ کا انتظام کرے۔ بیکاروں کے لئے ملازمتیں تلاش کرے۔ جھگڑوں وغیرہ کا تصفیہ کرائے۔ پہلے لوگ نائیوں وغیرہ کے ذریعہ رشتے ناطوں کا بندوبست کرتے تھے۔ اور ان کو روپے دیتے تھے۔ اب یہ کام امور عامہ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ پھر ہر دیہات میں جھگڑے فساد طے کرنے والے پنچوں پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اب وہی کام امور عامہ سرانجام دیتا ہے۔ اور اب احمدی اپنے اپنے گاؤں میں نائیوں اور پنچوں پر کوئی خرچ نہیں کرتے۔ وہی خرچ نظارت امور عامہ پر ہو جاتا ہے۔ ایک احمدی فخر یہ کہتا ہے۔ کہ میں اتنا چندہ دیتا ہوں ہوں۔ مگر اس نے یہ کبھی نہیں سوچا۔ کہ اس میں بڑا حصہ تو انہی اخراجات کا ہے۔ جو احمدیوں کے اپنے فوائد اور اغراض کے متعلق ہیں۔

اس طرح ہمارے اخراجات میں

خالص دینی تبلیغ

کا جو حصہ ہے۔ وہ بہت کم ہے۔ جو صرف وہ رقم ہے جو ٹریکٹوں وغیرہ کی اشاعت جلسوں کے انعقاد اور مبلّغین پر خرچ ہوتی ہے یہ تبلیغی خرچ ہے۔ اس میں ہماری جماعت دوسری جماعتوں سے ممتاز ہے۔ دوسری قومیں اگر تبلیغ کے لئے کچھ خرچ کرتی ہیں تو سچ کی اشاعت کیلئے نہیں۔ بلکہ

جھوٹ پھیلانے کے لئے

کرتی ہیں۔ نظارت امور عامہ کے کاموں۔ بیواؤں۔ اور یتیموں کی حفاظت وغیرہ اخراجات کے لحاظ سے ہم میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ یہ اخراجات ہر قوم اپنی ترقی کیلئے کر رہی ہے۔ اگر کوئی قوم اپنی بیواؤں کا خیال نہ رکھے گی۔ تو وہ آوارہ ہو جائینگی۔ اور انہیں غیر لے جائیں گے۔ اسی طرح اگر یتیموں کا انتظام نہ کیا جائے گا۔ تو وہ بھی آوارہ ہوں گے۔ اور یا دوسروں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ یا ساری عمر قوم پر بوجھ بنے رہیں گے۔ بھیک مانگتے پھرینگے۔ اور تمام عمر انہیں پاس سے کھلانا

پڑے گا۔ لیکن اگر بچپن میں انہیں کسی کام کے قابل بنا دیا جائے تو وہ قوم کی عزت اور مال میں اضافہ کا موجب ہوں گے۔ پس اگر رقم کے لحاظ سے دیکھیں۔ تو ہم

تبلیغ پر بہت کم خرچ

کر رہے ہیں۔ ایک سال یہ تجویز ہوئی تھی۔ کہ ہر سال دس نئے مبلغ رکھے جایا کریں۔ مگر اس پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ حالانکہ دنیا کو فتح کرنے والی قوم کے لئے یہ بھی کوئی بات ہے۔ کہ سال میں صرف دس مبلغوں کا اضافہ کرے۔ مگر ہم یہ بھی نہیں کر سکے بمشکل تین رکھ سکے ہیں۔ اور بعض سالوں میں اتنے بھی نہیں رکھے جا سکتے۔ حالانکہ جو کام ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس کے لحاظ سے تو چاہیئے۔ کہ

ہر سال تین تین چار چار سو مبلغ

رکھے جائیں۔ اور کوئی تحصیل۔ تھانہ۔ بلکہ کوئی قصبہ ایسا نہ ہو جہاں ہمارا مبلغ نہ رہے۔ یہ کام اگرچہ دین کا ہے۔ مگر ایک لحاظ سے اس میں دنیوی لحاظ سے بھی فائدہ ہے۔ جتنی تبلیغ زیادہ ہوگی۔ اتنے ہی احمدی زیادہ ہوں گے۔ اور پھر اس لحاظ سے چندوں میں بھی اضافہ ہوگا۔ یعنی جتنے اخراجات بڑھینگے۔ آمد بھی اسی لحاظ سے ترقی ہوتی جائے گی۔ لیکن ابھی تک تو ہم اتنا بھی نہیں کر سکے۔ کہ ہر سال دس مبلغ ہی رکھ سکیں۔ پس تبلیغ کے لئے روپیہ کے لحاظ سے بھی ہماری جد و جہد کم ہے۔ اور آدمیوں اور وقت کے لحاظ سے بھی بہت کم ہے۔ اور علمی لحاظ سے بھی کم ہے۔ ابھی تک اتنی علمیت ہماری جماعت میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور ایسے سامان مہیا نہیں ہوئے۔ کہ

نادر علمی ذخائر

جمع کر دیں۔ غیر قومیں اس لحاظ سے اس قدر کام کر رہی ہیں جسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ انیس سو سال کے بعد حضرت مسیح ناصری کی زندگی کے حالات آج جمع کئے جا رہے ہیں۔ مگر ہم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی کے حالات

کی اشاعت کی طرف ابھی متوجہ بھی نہیں ہو سکے۔ جو بالکل تھوڑے عرصہ کی بات ہے۔ پھر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتابوں کی اشاعت

نہایت ہی اہم کام ہے۔ مگر آپ کی بعض کتابیں ایسی ہیں جو دس دس سال ہوئے چھپی تھیں مگر ابھی تک پڑی ہیں۔ اور بعض دس سال سے ختم ہیں۔ اور پھر دوبارہ نہیں چھپ سکیں۔ دونوں لحاظ سے یہ

رونے کا مقام

ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا۔ جب ہماری جماعت میں اضافہ نہیں ہوتا۔

ہر سال دس پندرہ ہزار کی زیادتی

ہوتی ہے۔ اور یہ اگرچہ کچھ نہیں۔ مگر ہماری کوششوں کے مقابل میں بہت زیادہ ہے۔ ہماری کوششیں تو اس قدر [illegible] کہ شاید سو بھی احمدی نہ کر سکیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو بڑھا رہا ہے۔ پھر اگر ہم اپنے ارادوں اور امنگوں کو پورا کر سکیں۔ تو کس قدر شاندار منظر ہو۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک

ہم میں سے ہر ایک مبلغ

نہ ہو۔ ہر ایک کے اندر یہ جوش نہ ہو۔ کہ اپنے ساتھیوں کو احمدی بنائے۔ اگر ہم اس طرح کریں۔ تو سال میں لاکھوں احمدی پیدا کر لیں مگر نقص یہ ہے۔ کہ جماعت کے لوگ اس طرف پوری توجہ نہیں کرتے اور جو متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ

اصولی طور پر کام

نہیں کرتے۔ بعض دوستوں کو میں نے دیکھا ہے۔ دس دس سال ایک شخص کے متعلق لکھتے رہے ہیں۔ وہ ہمارے زیر تبلیغ ہے۔ اس کے لئے دعا کی جائے۔ حالانکہ اتنے عرصہ تک اپنا سارا زور اسی پر صرف نہیں کرتے رہنا چاہیئے۔ بلکہ اور لوگوں کو بھی تلاش کر کے تبلیغ کرنی چاہیئے۔ ایک بڑا نقص یہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ

ہماری جماعت کے لوگ سوشل نہیں رہے

وہ مدنی الطبع نہیں ہیں۔ دوسروں سے زیادہ میل جول نہیں رکھتے جہاں جماعت کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے۔ وہاں کولھو کے بیل کی طرح دوست آپس میں ہی چکر لگاتے رہتے ہیں۔ ایک دوست کے مکان سے اٹھے۔ تو دوسرے کی نشست گاہ پر چلے گئے۔ وہاں سے اٹھے۔ تو تیسرے کے ہاں جا بیٹھے۔ اس طرح آپس میں ہی چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور انہیں تبلیغ کا موقع نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں اکے دکے احمدی ہیں۔ وہاں تبلیغ زیادہ ہے۔ مگر جہاں بڑی جماعتیں ہیں۔ وہاں کوئی کام نہیں ہوتا۔ مثلاً۔ لاہور سیالکوٹ امرتسر وغیرہ مقامات پر اب کافی جماعتیں ہیں۔ مگر تبلیغ بہت کم ہے۔ اگر جماعتیں ایسا انتظام کریں۔ کہ

ایک رجسٹر میں تمام احباب جماعت کے نام

لکھیں۔ اور ہر ایک کے ذمہ لگائیں۔ کہ وہ کم سے کم دس پندرہ لوگوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرے۔ اور انہیں تبلیغ کرتا رہے۔ پھر ان کے کام کی رفتار کو باقاعدہ دیکھا جائے۔ اور ہر سال ان میں سے غیر موزون لوگوں کو چھوڑ کر ان کی جگہ اور نئے دوست بنائے جائیں۔ تو چند سالوں میں ہی ایسی ترقی ہو سکتی ہے۔ جو حیرت انگیز ہو۔ اور جس کے مقابلہ میں ہمارے مخالفین اس طرح بہتے چلے جائینگے جس طرح

دریا کے سامنے خس و خاشاک

بہہ جاتا ہے۔ مگر ضرورت ہے۔ کہ جماعتیں خاص طور پر باقاعدہ اصول کے ماتحت تبلیغ کریں۔ ان کی مثال اس جنگلی بھینسے کی طرح نہ ہو جو ایک دفعہ جب سر اٹھاتا ہے۔ تو جو سامنے آئے۔ اسے مارتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ اس بوتیل کی طرح ہو۔ جسے راستہ میں جہاں روک پیدا ہو۔ وہاں نیا اور آسان راستہ اپنے لئے پیدا کر لیتا ہے۔ اگر اس طرح کام کیا جائے۔ تو بہت ترقی ہو سکتی ہے ہمارا

مرکزی صیغہ تبلیغ

بھی اصلاح کا محتاج ہے۔ وہ موجودہ مبلغوں سے بھی بہت زیادہ کام لے سکتا ہے۔ اور جماعت سے بھی زیادہ کام کرا سکتا ہے۔ مگر نہیں کراتا۔ ایک مبلغ باہر جاتا ہے۔ اور آ کر رپورٹ دے دیتا ہے۔ کہ میں نے وہاں اتنے گھنٹے تقریر کی۔ اور اس میں یہ باتیں بیان کیں۔ اس پر سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ اس نے بڑا کام کیا۔ لیکن اگر میں اس صیغہ کا ناظر ہوتا۔ تو ایسی رپورٹ سن کر فوراً اس مبلغ سے کہہ دیتا تم نالائق ہو۔ اور اس صیغہ میں کام کرنے کے اہل نہیں ہو۔ تقریریں زیادہ کر لینا کوئی خوبی کی بات نہیں اور نہ ان کا کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔ بلکہ زیادہ تقریریں کرنے والا شخص بہت جلد ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ ہزاروں لوگوں کو سنانا کوئی آسان کام نہیں۔ اگر متواتر ایک دو مہینے تک بڑے بڑے مجمعوں میں تقریریں کی جائیں۔ تو گلا خراب ہو جائے گا۔ اور آئندہ کام کرنے کے قابل نہ رہیگا۔ اس لئے صرف تقریر کر کے۔ آ جانے والا مبلغ ہمارے لئے کوئی زیادہ مفید نہیں ہو سکتا۔ اسے تو آ کر یہ رپورٹ دینی چاہیئے۔ کہ

جماعت کی تعلیمی اور اخلاقی حالت

کیسی ہے۔ کتنے لوگ وہاں کی جماعت کے زیر تبلیغ ہیں۔ وہ جماعت کس حد تک کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر رہی ہے۔ اس میں کتنے دوست سست تھے۔ انہیں میں نے چست کرنے کے لئے کیا کوشش کی۔ کتنے نئے آدمی جو پہلے کام نہیں کرتے تھے۔ میں نے ان کو کام پر لگایا۔ یہ باتیں ہیں۔ جو ہر مبلغ کو ہر جماعت کے متعلق دیکھنی۔ اور کرنی چاہئیں۔ ورنہ تقریر کا کیا ہے۔ اس پر تو زیادہ سے زیادہ ایک دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ مگر سمجھا یہ جاتا ہے۔ کہ ہم نے اتنی تقریریں اور اتنے مباحثات کئے۔ اس لئے بڑا کام کیا۔ حالانکہ جتنے مباحثات وغیرہ کرائے جاتے ہیں۔ وہ بھی زیادہ ہیں۔ گویا ایک لحاظ سے تو ہم

اپنے مبلغین کو سست

کر رہے ہیں۔ اور دوسرے لحاظ سے ان کا خون کر رہے ہیں جو کام اس وقت ان سے لیا جا رہا ہے۔ اگر اسی طرح کچھ عرصہ تک متواتر لیا جاتا رہا۔ تو وہ ناکارہ ہو جائیں گے۔ اور جو کام ان سے لینا چاہیئے۔ وہ ضائع ہو جائیگا۔

پس سوچ سمجھ کر ان کی تقریروں اور مناظروں کی تعداد مقرر کرنی چاہیئے۔ تا صحت خراب نہ ہو۔ اور اصل کام کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ اس کے مقابل میں

نظام اور آرگنائزیشن کا کام

ان سے زیادہ لینا چاہیئے۔ ایک مقام پر ایک مبلغ جائے۔ اور اگر وہاں کی جماعت کے حالات کے متعلق رپورٹ کرے۔ پھر اس کے بعد دوسرا جائے

اور دیکھے۔ کہ پہلے نے جو رپورٹ کی ہے۔ وُہ کس حد تک صحیح ہے۔ اور اس میں کیا ترمیم و تنسیخ ہونی چاہئے۔ دو تین سال تک اس طرح کام کرکے دیکھو۔ کتنی بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس بات کا پورا پورا ریکارڈ ہونا چاہئے۔ کہ فلاں مبلغ فلاں جگہ گیا۔ اور اس نے یہ کام کیا اس کے چند ماہ بعد ایک اور کو وہیں بھیجا جائے۔ جو دیکھے۔ کہ پہلے حالات میں کس قدر تغیر واقعہ ہو گیا ہے۔ آیا اس کے بعد جماعت سست ہو گئی ہے۔ یا چست ۔اسی طرح ایک دوسرے کے کام کو چیک کرا کر ان سے بہت کام لیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح جماعتوں میں بھی بیداری پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر اب کام

صرف تقریریں کرنا

ہی سمجھ لیا گیا ہے۔ اس لئے جہاں کوئی مبلغ جائے۔ وہاں سے یہ لکھا آجاتا ہے۔ کہ فلاں مولوی صاحب نے صرف دو گھنٹے تقریر کی۔ ان کا خیال ہوتا ہے۔ ۴ ۲ گھنٹے ہی تقریر کرنی چاہئے تھی۔ مگر انہیں شاید علم نہیں۔ اگر اس طرح کیا جائے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس مبلغ کا جنازہ نکل جائے۔ گلا ایسی چیز نہیں جس سے سارا دن کام لیا جا سکے۔ ہاتھ پیر وغیرہ ایسے اعضاء ہیں۔ جن سے سارا دن کام لیا جا سکتا ہے۔ مگر گلا اتنی دیر کام نہیں کر سکتا۔

عیسائی پادری

ہفتہ وار تقریر کرتے ہیں۔ اور وُہ بھی پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہیں اگر کبھی وُہ ایک گھنٹہ تقریر کر دیں۔ تو سامعین شور مچا دیتے ہیں۔ کہ ہمارا وقت ضایع کیا جا رہا ہے۔ تو وُہ ہفتہ میں صرف پندرہ بیس منٹ ہی تقریر کرتے ہیں۔ مگر ان کے ہاں ایک بیماری کا نام ہی Clergymen's Sore Throat ہے۔ یعنی

پادریوں کے گلے کی بیماری

گویا ان کو یہ بیماری اس وجہ سے ہو جاتی ہے۔ کہ وُہ ہفتہ میں چند منٹ تقریر کرتے ہیں۔ مگر ہماری جماعت کے بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مبلغین کا گلا لوہے یا لکڑی کا ہے۔ اور وُہ امید کرتے ہیں کم از کم دس بارہ گھنٹے ایک مبلغ بولتا رہے۔ حالانکہ وہ جتنا بولتے ہیں میرے نزدیک وہ بھی زیادہ ہے۔ ان سے

بولنے کا کام

کم اور نظام کا زیادہ لینا چاہئے۔ اگر ہمارا مرکزی صیغہ اس طرح کام کرے تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ

ایک اور طریق

ہے۔ اس کا بھی تجربہ کرکے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ جنگ عظیم میں ایک جرمن جنرل میکنسن نے ایک نیا طریق جنگ ایجاد کیا تھا۔ اور اُسے اس میں کامیابی بھی بہت ہوئی تھی۔ اور شہرت بھی بہت حاصل کی تھی جس محاذ پر بھی وُہ گیا۔ اس نے فتح پائی۔ روسی محاذ پر جرمنوں کو پے بہ پے شکستیں ہو رہی تھیں مگر اس نے جا کر روسیوں کو ایسی بُری طرح شکست دی۔ کہ کئی لاکھ روسی جرمن دلدلوں میں پھنس کر تباہ ہو گئے۔ پھر اسے رومانی محاذ پر بھیجا گیا۔ وہاں بھی اس نے کامیابی حاصل کی۔ پھر آسٹریا جو جرمنی کا حلیف تھا۔ اُسے شکستیں ہو رہی تھیں اس کی مدد کے لئے اُسے بھیجا گیا۔ وہاں بھی اس نے بہت کامیابی حاصل کی۔ اس کا

طریق جنگ

یہ تھا۔ کہ وُہ توپخانہ پھیلانے کے بجائے سارا کا سارا ایک جگہ جمع کر دیتا تھا۔ اور سب سے یکدم گولہ باری کراتا۔ وہ محاذ جنگ اس طرح قائم کرتا۔ کہ ایک میل پر گولہ پھینکنے والی توپوں کو آگے رکھتا۔ دو میل پر پھینکنے والی توپوں کو ان سے ایک میل پیچھے اور تین میل پر گولہ پھینکنے والی کو دو میل پیچھے۔ اسی طرح تمام توپخانہ کھڑا کرکے سب سے ایکدم گولہ باری شروع کرا دیتا۔ گویا تمام کا تمام توپخانہ

ایک ہی مقام پر گولہ باری

شروع کر دیتا جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا۔ نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ جس محاذ پر بھی وہ گیا۔ دشمن کو سب کچھ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ پس ایک طریق جنگ یہ بھی ہے۔ اس کا بھی تجربہ کیا جائے۔ ان اضلاع میں جہاں جماعتیں قائم ہیں۔ جیسے گورداسپور۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔ امرتسر وہاں یکدم

بہت سے مبلغ

لگا دیئے جائیں۔ ایک ضلع پہلے لے لیا جائے۔ اور وہاں اپنے تعلیم یافتہ مبلغین کے علاوہ آنریری مبلغین بھی جمع کر دیئے جائیں۔ آنریری طور پر کام کرنے والے باہر سے بھی آئیں جس طرح ملکانوں کے ارتداد کے وقت ہوا تھا۔ اور ایک ضلع میں ہی سو کے قریب مبلغ اکھٹے کر دیئے جائیں۔ جو

تعلیم یافتہ اور تجربہ کار مبلغ

ہوں۔ ان کو جرنیل مقرر کر دیا جائے۔ اور باقی ان کے ماتحت اور نائب ہوں۔ اور مختلف حلقے مقرر کرکے تمام ضلع میں شور مچا دیا جائے۔ اس سے بھی بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ اب تو کسی اکے دکے کو تبلیغ کی جاتی ہے۔ وُہ خیال کرتا ہے۔ میں اگر احمدی ہو گیا۔ تو باقی رشتہ دار کیا کہیں گے مگر جب سب رشتہ داروں کو اکٹھی تبلیغ ہو رہی ہو۔ اور وُہ ایک دوسرے سے ملتے وقت ذکر کریں۔ کہ ہمارے ہاں بھی احمدی مبلغ آیا ہوا ہے۔ جو

بہت عمدہ باتیں

بیان کرتا ہے۔ تو سب کہیں گے۔ چلو احمدی ہو جائیں۔ اس طرح وُہ ڈر جو اکیلے احمدی ہونے سے ہوتا ہے۔ دور ہو جائیگا۔ اس ڈر کی وجہ سے بھی

لاکھوں آدمی ضایع

ہو جاتے ہیں۔ ہر جگہ اگر تحقیق کی جائے۔ تو کئی لوگ ایسے ملینگے۔ جو ایک وقت احمدی ہونے کے لئے بالکل تیار تھے۔ مگر کسی وجہ سے رک جانے کے باعث دُور جا پڑے۔ اور بعد میں ان میں سے بعض اشد مخالف بن گئے۔ پس اگر یکدم دھاوا بول دیا جائے۔ تو ڈرنے والے رکینگے نہیں۔ اسی طریق جنگ کا ملکانہ تحریک میں ہم تجربہ کر چکے ہیں۔ اور اس سے

آریوں جیسی منظم اور روپیہ والی قوم

کو ایسی شکست دے چکے ہیں۔ کہ اب اس پر آٹھ سال گذر چکے ہیں۔ لیکن آریہ اب بھی اس علاقہ کا رُخ نہیں کرتے۔ اور وُہ ملکانے جن کو آریہ پرچارک کہا کرتے تھے۔ تم آریہ ہو کر ٹھاکر بن جاؤ گے۔ اب وُہ انہیں تلاش کر کر کے پوچھتے ہیں۔ کہ اب کیوں بھاگ گئے ہو۔ اور ہمیں ٹھاکر کیوں نہیں بناتے۔ پس اسی طرح یہاں بھی دو ایک اضلاع کو لے کر اس کا تجربہ کرنا چاہئے۔

بہر حال جو علاقہ

ایک ہزار احمدی ایک سال میں

بنا دے۔ اُسے ایک مستقل مبلغ دیدیا جائیگا میں کوئی ایسا وعدہ نہیں کر رہا۔ جو پورا نہ کیا جا سکے۔ ایسی جماعت کو ایک مبلغ دینا مرکز پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہزار احمدی سے چندہ میں بھی کافی اضافہ ہو جائیگا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔

لاہور جیسے شہر میں

اگر سو احمدی بھی ہو جائے۔ جن میں سے پچاس کمانیوالے ہوں۔ تو بھی ایک مبلغ دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح امرتسر یا دوسرے بڑے شہر ہیں ان میں مبلغ رکھے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ شہری لوگوں کی آمدنی دیہات کے رہنے والوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ شہر میں اوسط آمدنی ۲۵-۳۰ روپے ہوتی ہے۔ اور اگر پچاس کمانیوالے نئے احمدی ہو جائیں۔ تو ان کے چندہ سے ہی مبلغ کے اخراجات پورے ہو سکتے ہیں۔ اور وصیت وغیرہ ملا کر تو آمد بہت بڑھ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ آئندہ کے لئے احمدیت میں داخل ہونے والوں کا سلسلہ وسیع ہو سکتا ہے۔ ادھر ہم

مبلغین کلاس

کو وسعت دے سکتے ہیں۔ زیادہ طلباء کو وظائف دیکر اس میں داخل کر سکتے ہیں۔ پس لاہور۔ امرتسر۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ کراچی۔ ملتان وغیرہ شہروں کی جماعتیں اگر اس سال

سو نئے احمدی

دیدیں۔ جن میں سے پچاس کمانیوالے ہوں۔ تو انہیں ایک مبلغ دیدیا جائیگا۔ لاہور میں ہماری جماعت دو ہزار کے قریب ہے۔ اور مرد چھ سات سو سے کسی طرح کم نہیں۔ اتنی بڑی تعداد کے لئے سال بھر میں سو یا دو سو نئے احمدی بنا لینا کچھ مشکل نہیں لیکن اگر وہ سب مل کر سو بھی بنا لیں۔ تو انہیں ایک مستقل مبلغ دیا جا سکتا ہے۔ مگر دیہات میں چونکہ آمدنی کم ہوتی ہے اور ایک زمیندار کی اوسط آمدنی آٹھ دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے وہاں ایک ہزار احمدیوں پر ہی مبلغ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کے لئے ایک ہزار کا احمدی بنا لینا بھی ایسا ہی ہے۔ جیسے شہر میں ایک سو کا بنانا۔ کیونکہ شہروں کے لوگ زیادہ متعصب۔ زیادہ کج بحث۔ اور زیادہ سخت دل ہو چکے ہیں۔ پس اگر

دس پندرہ گاؤں مل کر

کوشش کریں۔ تو وہ بھی ایک مبلغ لے سکتے ہیں۔ سوچنا چاہئے۔ کہ جب

سچائی ہمارے پاس ہے۔ تو ہزار نئے احمدی بنا لینا کیا محال ہے پس ہر ضلع سال میں میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو جماعتیں کوشش کر کے نئے احمدی بنائیں۔ وُہ مستقل مبلغ لے سکتی ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں

ہماری جماعت کا اتنا اثر ہے۔ کہ اگر کوشش کرے۔ تو ایک ہزار احمدی سال میں نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح

ضلع گورداسپور میں

بھی قریباً جاٹ تو بیں سب احمدی ہو چکی ہیں۔ اور ان دونوں اضلاع میں بہت آسانی سے ایک ہزار نئے احمدی بنائے جا سکتے ہیں۔ دو تین سو تو عام طور پر ان اضلاع میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ پس اگر ذرا زور اور لگا دیں۔ تو یہ جماعتیں مستقل مبلغ لے سکتی ہیں۔ اور پھر یہ سلسلہ وسیع ہوتے ہوتے ہر تحصیل۔ تھانہ۔ بلکہ ہر ذیل اور ہر قصبہ کے لئے مبلغ مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب تک

ہر قصبہ میں ہمارا مبلغ

نہ ہو۔ پورے طور پر تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ جماعتیں بڑھیں۔

ایک اور ذریعہ بھی اب خدا تعالےٰ نے ہمارے حوصلے بلند کرنے کا پیدا کر دیا ہے۔ لوگ عام طور پر اس واسطے بھی کم حوصلگی دکھاتے ہیں۔ کہ انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ ہماری تعداد کتنی ہے۔ اب

مردم شماری

ہو رہی ہے۔ اور اس کی آخری تاریخ ۲۶ ر فروری ہے۔ اس سے ہمیں ایک حد تک یہ پتہ لگ جائیگا۔ کہ ہماری تعداد کتنی ہے۔ ہمیں خود قادیان کی ٹھیک آبادی کا علم نہ تھا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ

قادیان کی آبادی ۶½ ہزار

ہے۔ اور یہاں احمدیوں کی تعداد ۴½ ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔

ایک مسلمان سو پر بھاری

ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ۵ لاکھ کے لئے قادیان کی احمدی جماعت ہی بھاری ہو سکتی ہے لیکن اگر یہ نہیں۔ تو دس کے مقابلہ میں پیٹھ دکھانا تو مومن کے لئے خدا تعالےٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ گویا اس لحاظ سے بھی قادیان کی جماعت ۵۰ ہزار پر بھاری ہونی چاہئے۔ کیونکہ جو مومن دس کے مقابلہ میں بھاگتا ہے۔ وُہ خدا تعالےٰ کے حضور جوابدہ اور قابل مواخذہ ہے۔ اور یوں تو ایک مسلمان کو سو کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اگر قادیان کے ارد گرد ننگل۔ بھینی۔ کھارہ وغیرہ کی احمدی آبادی کو بھی ملا لیا جائے۔ تو آٹھ نو ہزار کی آبادی ہو جاتی ہے۔ اور ہمارے ضلع کی کل آبادی آٹھ۔ نو لاکھ کی ہے۔ گویا یہی جماعت سارے ضلع کے لئے کافی ہے۔ مومن ہمیشہ بہادر ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اگر تم مارے جاؤ گے۔ تو جنت میں جاؤ گے۔ اور اگر جیت جاؤ گے۔ تو حکمران ہو جاؤ گے۔ پس مومن کو کسی حالت میں بھی ڈرنا

نہیں چاہئے۔ ہمیشہ بزدل انسان ڈرا کرتا ہے۔ مومن کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ جب وُہ جانتا ہے۔ کہ اگر میں غالب ہو گیا۔ تو حاکم بن جاؤنگا۔ اور اگر مارا گیا۔ تو جنت میں چلا جاؤنگا۔ پس مومن کے لئے کوئی فکر کی بات نہیں ہو سکتی۔ اگر صرف ضلع گورداسپور کے احمدیوں کی مردم شماری صحیح طور پر ہو جائے۔ تو میرے خیال میں

بیس پچیس ہزار

سے زیادہ ہوگی۔ مگر حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ ایک پچھلی مردم شماری میں تمام ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد ۲۸ ہزار بتائی گئی تھی۔ حالانکہ سیالکوٹ اور گورداسپور میں ہی اس سے زیادہ احمدی ہونگے مردم شماری کی رپورٹ کو دیکھکر ایک شخص خیال کر سکتا ہے۔ کہ یہ جو اپنی تعداد لاکھوں تک بتاتے ہیں۔ یہ مبالغہ ہی ہوگا۔ کیونکہ سرکاری رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ مردم شماری کرنے والوں کا یہ سفید جھوٹ تھا۔ کہ احمدیوں کی تعداد ہندوستان میں ۲۸ ہزار ہے۔ ان کی تو یہ حالت ہے۔ کہ ۱۹۱۱ء میں جب امرتسر میں کئی سو احمدی تھے۔ وہاں صرف ایک احمدی لکھا گیا تھا۔ اور وُہ بھی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کو۔ مگر اس کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ کیونکہ ہم خود

تعداد ٹھیک درج کرانیکا انتظام

نہیں کرتے۔ اور اس طرح غفلت سے بہت سخت نقصان ہوتا ہے میں الفضل میں مردم شماری کے متعلق ایک اعلان کرا رہا ہوں۔ افسوس کہ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ چاہئے تھا۔ کہ سال چھ مہینے قبل یہ کام شروع کیا جاتا۔ مگر پہلے توجہ نہ کی جا سکی۔ اب اگرچہ اخبار میں مسلسل اعلان شایع ہو رہا ہے۔ مگر لاکھوں کی جماعت ہے۔ جو دور دور بکھری ہوئی ہے۔ اور اخبار کی اشاعت دو ہزار ہے۔ اگر ایک پرچہ کو دس آدمی بھی پڑھیں۔ تو پھر بھی بیس ہزار کو اطلاع ہو سکتی ہے۔ اور اگر ان میں سے ہر ایک سو کو بتائے۔ تو بھی دو لاکھ سے زیادہ کو اطلاع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب جو اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس سے پورے فائدہ کی امید نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے بہت پہلے کوشش شروع کرنی چاہئے تھی۔ خیر اب بھی جتنا وقت ہے۔ اس کے لحاظ سے کوشش کرنی چاہئے۔ اور اگر پورا نہیں۔ تو ادھورا کام ہی کر لینا چاہئے۔ ۲۸ ہزار کی تعداد کس قدر شرمناک ہے۔ مگر یہ خطرناک طور پر غلط ہے۔ میں نے گورنمنٹ کی تین سال کی رپورٹیں پڑھی ہیں۔ ان میں بھی ہماری تعداد

ستر ہزار سے زائد

بتائی گئی ہے۔ مگر یہ بھی غلط ہے۔ ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت زیادہ ہے۔ پس اگر سارے ملکر کوشش کریں۔ تو مردم شماری میں ہماری تعداد بہت ثابت ہو سکتی ہے۔ آج ہی ضلع گورداسپور کے دو دیہات کے دوست ملنے آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا۔ دھرم کوٹ میں جو معمولی سا گاؤں ہے۔ سو سوا سو کے قریب احمدی ہیں۔ اسی طرح بیسیوں گاؤں ایسے ہیں۔ جن میں

احمدیوں کی تعداد

سینکڑوں سے زیادہ ہے۔ اور اگر پوری طرح مردم شماری کی جائے تو میں سمجھتا ہوں۔ اسی ضلع میں

۲۰-۲۵ ہزار سے زیادہ احمدی

نکلیں گے۔ مگر بعض لوگ سستی سے کام لیتے ہیں۔ شمار کنندگان عام طور پر ہندو ہوتے ہیں۔ جو ان قوموں کو خصوصیت کے ساتھ کم دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو ان کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ اور اس لحاظ سے وُہ احمدیوں کی تعداد خصوصیت سے کم درج کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بالعموم کم دکھاتے ہیں۔ اب اگر ہر شمار کنندہ کمی کرنے لگے۔ تو مسلمانوں کی تعداد میں لاکھوں کی کمی ہو سکتی ہے۔ اور غور کرو۔ اس سے مسلمانوں کو کتنا نقصان اور ہندوؤں کو کتنا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ اس لئے احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہئے۔ اور شمار کنندگان کو مجبور کرنا چاہئے۔ کہ وُہ ہر ایک احمدی کے نام کے آگے احمدی لکھیں۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ ایک تو مولود بچہ بھی بغیر درج ہوئے نہ رہ جائے۔ اگر کسی جگہ شمار کنندگان احمدی لکھنے سے انکار کریں۔ تو گورنمنٹ کو تاریں دینی چاہئیں۔ ہمیں یہاں اطلاع دینی چاہئے۔ ہم اس کے متعلق انتظام کرینگے۔ گورنمنٹ نے لاہور میں ایک خاص افسر اسی غرض سے مقرر کر رکھا ہے۔ اسے اطلاع دینی چاہئے۔ غرضیکہ شور ڈال دینا چاہئے۔

مختصر یہ کہ اس سلسلہ میں جس قدر بھی ممکن ہو۔ کوشش کی جائے۔ اول تو ضرورت ہے۔ کہ ہر جگہ پوری پوری مردم شماری کرائی جائے۔ اگر بڑے بڑے سو دو سو مقامات پر بھی ہو جائے۔ تو بھی اس امر کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ سرکاری شمار کنندگان کی رپورٹ کہاں تک صحیح ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں۔ وُہ وقت آ گیا ہے۔ کہ ہم اپنے طور پر

ٹھیک ٹھیک مردم شماری

کریں۔ لیکن اب جو موقعہ پیدا ہوا ہے۔ اس سے بھی ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اور کوشش کرنی چاہئے۔ کہ کوئی احمدی درج ہونے سے رہ نہ جائے۔ کیونکہ جماعت کے زیادہ ہونے سے ہر احمدی کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام جماعتیں

مردم شماری کی طرف خاص توجہ

کرینگی۔ اور اگر ہم گورداسپور اور سیالکوٹ صرف دو ضلعوں کی مردم شماری ہی پوری طرح کرا کر یہ بتا دیں۔ کہ انہی دو اضلاع میں ہماری جماعت ۲۰-۲۵ ہزار سے بہت زیادہ ہے۔ تو باقی اضلاع میں اگر ناقص طور پر بھی مردم شماری ہو گی۔ تو اسی سے حکومت سمجھ سکتی ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہے پس اس کے لئے پوری پوری کوشش کی ضرورت ہے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے۔ کہ ہم پوری طرح کام نہیں کر سکتے۔ اور چونکہ سب مقامات پر یہ انتظام نہیں ہو سکیگا۔ اس لئے ہم کیوں تکلیف اٹھائیں۔ بلکہ جو دوست جس قدر کام کر سکتے ہوں۔ کریں۔ کیونکہ اگر چند مقامات پر بھی ٹھیک ٹھیک مردم شماری ہو جائے۔ تو وُہ بھی اندازہ لگانے کے لئے کافی ہوگی۔ مگر

اصل چیز تبلیغ

ہے۔ اور پورے طور پر اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ فتح ہمارے قدموں پر پڑی ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ایک دفعہ

پورے زور سے دھاوا

بول دیا جائے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعتیں ہر جگہ پھیل چکی ہیں۔ صرف ایک نعرہ کی دیر ہے۔ اور دنیا کی فتح ہمارے آگے ہے۔ دوسرے مسلمان بہت سست ہو رہے ہیں۔ اور دوسری قومیں ان کو ڈرا دھمکا رہی ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو۔ کہ سکھ کس طرح ہر جگہ مسلمانوں کو دباتے جا رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ بھی ان کے سامنے جھکتی جا رہی ہے۔ مگر یاد رکھو۔ اگر مردم شماری میں اپنی تعداد ۵ لاکھ لکھانے میں بھی ہم کامیاب ہو جائیں۔ تو گورنمنٹ ہم سے ان سے بھی زیادہ ڈرے گی۔ جتنا ۳۰ لاکھ سکھوں سے ڈرتی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ باوجود بہت کچھ نظام کے ہماری جماعت ابھی تک

پورے طور پر منظم

نہیں ہوسکی۔ پھر بھی جتنی منظم ہے۔ اس کا بھی کافی رعب ہے۔ اور اگر پنجاب میں ۵ لاکھ ہی منظم کی جا سکے۔ تو کوئی قوم بھی

مسلمانوں کے حقوق پر دست درازی

نہیں کرسکیگی۔ اور ان کے مطالبات کے خلاف آواز بلند نہیں کرسکیگی۔ پھر ہم مبلغ بھی ہزاروں رکھ سکتے ہیں۔ مگر نقص یہی ہے۔ کہ باوجود نظام کے جماعت ابھی پورے طور پر منظم نہیں ہوسکی۔ جماعتیں ابھی چھوٹی چھوٹی ہیں۔ اور دور دراز علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ سینکڑوں گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں پانچ پانچ چھ چھ احمدی ہیں۔ مگر سالہا سال گذر جاتے ہیں۔ کوئی مبلغ وہاں نہیں جاتا۔ اور اگر جائے۔ تو خرچ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے گذشتہ جمعہ میں بھی اور آج بھی مسجد اس قدر بھری ہوئی ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جلسہ کے دنوں میں بھی اتنے لوگ نہ ہوتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زندگی کے آخری جلسہ میں تو لوگ اس قدر سے ڈرے ہی تھے۔ اس وقت جمعہ کے لئے جس قدر لوگ بیٹھے ہیں۔ ان کی تعداد اس سے

چھ سات گنا زیادہ

ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا کتنا فضل ہے۔ اللہ تعالےٰ دلوں پر قبضہ کرکے اس طرف لا رہا ہے۔ اگرچہ ہمارے دشمن بھی ہیں۔ مگر وہ دل ہی دل میں آنا ضرور سمجھ رہے ہیں۔ کہ

اسلام کی خدمت کرنیوالی جماعت

یہی ہے۔ اس وقت مخالفت پھر زور سے شروع ہوئی ہے۔ مگر یہ اسی لئے ہے کہ دشمن سمجھتا ہے۔ ہم بڑھ رہے ہیں۔ اس مخالفت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے دو ٹیمیں رسہ کشی کرتی ہیں۔ اور جب ایک ٹیم دوسری کو کھینچ کر بالکل لائن پر لے آتی ہے۔ تو وہ آخری بار پھر قدم جمانے کے لئے پورا زور لگاتی ہے۔ اس وقت کھینچنے والی ٹیم کا یہ فرض ہوتا ہے۔ یہی کہ وہ بھی ایک بار پھر پورا زور لگائے۔ اور فتح حاصل کرے۔ پس اس مخالفت کے مقابلہ میں ہمیں ایک بار پھر پورا زور لگا کر فتح حاصل کر لینی چاہیئے۔

کم از کم ایک سال

اسی پورے زور سے تبلیغ کرو۔ اور سمجھ لو۔ کہ اس سال تم اپنے لئے مر گئے ہو اور

صرف تبلیغ کے لئے زندہ

ہو۔ اگر تم اس طرح کرو۔ تو پھر اگلے سال مجھے وعظ کرنے اور کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور کامیابی اور ترقی کی خوشی میں تم خود بخود اس کام کو کرنے پر مجبور ہو گے۔ جس طرح ایک افیمی کو وقت مقررہ پر افیم کھانے کے لئے کسی بیرونی تحریک کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ خود بخود کھا لیتا ہے اسی طرح ایک سال اس طرح تبلیغ کرنے کے بعد تم بھی

کسی تحریک کے محتاج

نہ ہو گے۔ اور خود بخود دلی شوق سے اس میں پوری پوری سرگرمی دکھاؤ گے اور

خدا کے لئے ایک سال دینا

کوئی بڑی بات نہیں۔ بلکہ اب تو گیارہ مہینے ہی رہ گئے ہیں۔ اگر تم اس طرف متوجہ ہو گے۔ تو اللہ تعالےٰ بہت برکت ڈالے گا۔ جس طرح وہ ہمارے ہر کام میں برکت ڈال رہا ہے۔ اس سال دیکھ لو۔ لوگوں کو کس قدر مالی مشکلات رہی ہیں۔ مگر چونکہ جماعت ایک نظام کے ماتحت ہے۔ اس لئے باوجود مالی مشکلات کے

اس سال کا چندہ

گذشتہ سال سے زیادہ ہے۔ حالانکہ اس سال میں زمیندار اجناس کے سستے ہونے کی وجہ سے چندوں میں پورا پورا حصہ نہیں لے سکے۔ ان کے لئے یہ ایسا سال تھا۔ کہ بڑے بڑے آسودہ حال زمینداروں کو

فاقہ کشی کی نوبت

آگئی۔ کیونکہ بھاؤ گر گئے ہیں۔ مگر نظام کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے ہم پر اتنا فضل کیا۔ کہ

ہماری مالی حالت میں ترقی

ہوگئی۔ اور اگر پورا پورا کام کیا جاتا۔ تو شاید پچھلے سال کا قرضہ بھی اتارا جا سکتا۔ بلکہ ہم کچھ جمع بھی کر لیتے۔

پس اسی طرح اگر دوست تبلیغ کے کام میں لگ جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے آئندہ جلسہ سالانہ پر وہ

ایک غیر معمولی کامیابی

کا مشاہدہ کرینگے۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وقت کی قدر کریں۔ اور یہ سمجھ لیں۔ کہ اسلام اس وقت غیر معمولی مصائب میں سے گذر رہا ہے۔ اور چونکہ ہماری جماعت اس کی مدافعت کے لئے کھڑی ہے۔ اس لئے اسے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ وہ

دیوانہ وار

تبلیغ میں لگ جائیں۔ اور کسی اور طرف توجہ نہ کریں۔

ایک بزرگ کا قول مشہور ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے ایک مرید کو ایک بدی میں مبتلاء دیکھا۔ تو مجھے بہت شرم آئی۔ اور اس سے نفرت پیدا ہوگئی۔ مگر اس نے کہا۔ جناب میں نے آپ کی صحبت میں رہنے کے باوجود جب اپنے فسق میں کمزوری نہیں آنے دی۔ تو آپ کو چاہیئے۔ آپ اپنے تقوےٰ میں کمزوری نہ آنے دیں۔ پس اگر دنیا گمراہی میں بڑھ رہی ہے۔ تو ہمیں

ہدایت کی اشاعت

میں ہرگز سستی نہ کرنی چاہیئے۔

سچی بات یہی ہے۔ کہ تقوےٰ ہی اصل چیز ہے۔ کفر کی مثال اس عمارت کی ہے۔ جو ریت کے تودہ پر کھڑی ہو۔

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ارادوں میں استقلال میں ہمت میں۔ کوشش میں اپنے فضل و رحمت و کرم اور اپنی برکت میں برکت دے۔ آمین۔

بیول کے فساد کے حالات

(الفضل کے نامہ نگار کے قلم سے)

ضلع راولپنڈی میں بیول ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جہاں عموماً ہندو آباد ہیں۔ جن کا زیادہ تر پیشہ ساہوکارہ ہے۔ کچھ ہندو ساہوکارہ کی وجہ سے بہت بارسوخ ہیں۔ ان کا سب سے بڑا سرغنہ فتنہ پرداز شخص ہے۔ جس نے قریب کے علاقہ کو بہت مرعوب کر رکھا ہے۔ اور مقدمات وغیرہ کی تکلیف سے بہت ستایا ہوا ہے۔ تمام علاقہ اس سے نالاں ہے۔ تازہ واقعہ یوں ہوا۔ کہ اس قصبہ کے ورنیکر مڈل سکول کے ایک دو مسلمان استادوں نے کسی تعطیل کے دن گائے کا گوشت اپنے ہاں پکایا۔ جو عموماً آجکل دیہات میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ گوشت پکنے کی اطلاع بعض ہندو طلباء کو ملی جنہوں نے اس امر کا تذکرہ اپنے والدین سے کیا۔ انہوں نے شہر کے بڑے ساہوکار سے کیا۔ چند دن بعد اسی ہندو نے ایک چال سے مسلمان استادوں کو بلا کر ایک بند جگہ میں خوب پٹوایا۔ اور ساتھ ہی ان کے منہ میں جھٹکے کا گوشت دیا۔ اور کھانے پر مجبور کیا گیا۔ جب استاد مار کھا کر باہر آئے۔ اور انہوں نے اپنی حالت بیان کی۔ تو مسلمانوں کو بہت دکھ ہوا۔ یہ بات ارد گرد کے دیہات میں بھی پھیل گئی۔ اور یہ بھی مشہور ہوگیا۔ کہ ہندو مسلمانوں کو جبراً گائے کے گوشت سے روکنا چاہتے ہیں۔ اس پر بہت سے لوگ جمع ہو کر بیول پہونچے۔ ہندوؤں نے اس مجمع پر پتھر برسائے۔ اور ایک سکھ جمعدار نے بندوق سے فائر وغیرہ کرنیکی کوشش کی۔ جو خود مارا گیا۔ اور فریقین کے چند آدمی زخمی ہوئے۔ ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس اس روز اس جگہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر دورہ پر تھے۔ جلد وہاں پہونچے۔ مسلمانوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں۔ ہندوؤں کی امداد کے لئے بیرسٹر اور وکیل فوراً پہونچ گئے ہیں۔ مگر مسلمانوں کا کوئی ہمدرد نہیں۔ میں نے راولپنڈی کے بعض با اثر آدمیوں سے ملکر تجویز کی ہے۔ کہ جلد موقعہ پر کوئی مسلمان وکیل اور چند دوسرے آدمی پہونچیں۔ ہندو اخبارات نے یہ بالکل غلط لکھا ہے۔ کہ گائے کا گوشت مندر اور گوردوارہ میں پھینکا گیا۔ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۳۰ء پر بیعت کرنے والوں کی فہرست

نمبر	نام	مقام
۲۵۰	عبدالرحیم صاحب	ضلع ہزارہ
۲۵۱	فضل احمد صاحب	" گورداسپور
۲۵۲	علم دین صاحب	" "
۲۵۳	عبداللطیف صاحب	" "
۲۵۴	جلال الدین صاحب	" "
۲۵۵	فضل حق صاحب	" "
۲۵۶	محمد شفیع صاحب	" جہلم
۲۵۷	محمد عثمان صاحب	" "
۲۵۸	عبدالقادر صاحب	" گورداسپور
۲۵۹	نواب دین صاحب	" "
۲۶۰	کرم رسول صاحب	" "
۲۶۱	محمد دین صاحب	" "
۲۶۲	منشی صاحب	" "
۲۶۳	محمد شریف صاحب	پٹیالہ سٹیٹ
۲۶۴	عنایت علی صاحب	" "
۲۶۵	محمد صدیق صاحب	" "
۲۶۶	محمد شفیع صاحب	راولپنڈی
۲۶۷	محمد شفیع صاحب	ضلع گجرات پنجاب
۲۶۸	محمد عظیم صاحب	" " "
۲۶۹	غلام نبی صاحب	" گوجرانوالہ
۲۷۰	محمد احمد صاحب	" منٹگمری
۲۷۱	نور احمد صاحب	" "
۲۷۲	ابراہیم صاحب	" سیالکوٹ
۲۷۳	ملک محمد سعید خاں صاحب	" گوجرانوالہ
۲۷۴	چوہدری سلطان علی خاں صاحب	" "
۲۷۵	عبدالمجید صاحب	" لاہور
۲۷۶	پیر محمد صاحب	" ملتان
۲۷۷	محمد سعید صاحب ہزاروی	" امرتسر
۲۷۸	چوہدری دین محمد خاں صاحب	" کرنال
۲۷۹	ماسٹر ضیاء الدین صاحب	" "
۲۸۰	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب	" "
۲۸۱	شیخ عبدالمجید صاحب	" "
۲۸۲	غلام صادق صاحب راجپوت	ملتان شہر
۲۸۳	میاں اللہ دیا صاحب	ضلع ملتان

نمبر	نام	مقام
۲۸۴	محمد منظفر صاحب	راولپنڈی
۲۸۵	نواب دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۸۶	رحمت اللہ صاحب	" ہزارہ
۲۸۷	مولوی فیض احمد صاحب	" بہاولپور
۲۸۸	غلام نبی صاحب	" گجرات
۲۸۹	عبدالقادر صاحب	" "
۲۹۰	محمد الدین صاحب	" گورداسپور
۲۹۱	لال الدین صاحب	" "
۲۹۲	نبی بخش صاحب	" سیالکوٹ
۲۹۳	امیر الدین صاحب	" گوجرانوالہ
۲۹۴	حبیب اللہ صاحب	" "
۲۹۵	محمد یسین صاحب	" لائلپور
۲۹۶	محمد شریف صاحب	" سیالکوٹ
۲۹۷	فیض محمد صاحب	" "
۲۹۸	مولوی عبدالمالک صاحب	" منٹگمری
۲۹۹	منصب دار صاحب	" گورداسپور
۳۰۰	اللہ دتا صاحب	" گوجرانوالہ
۳۰۱	سماعیل صاحب	" "
۳۰۲	محمد بخش صاحب	" "
۳۰۳	تاج محمد صاحب	" "
۳۰۴	حسن محمد صاحب	ریاست جموں
۳۰۵	محمد بوٹا صاحب	ضلع ہوشیارپور
۳۰۶	غلام رسول صاحب	" گوجرانوالہ
۳۰۷	نیاز احمد صاحب	" ہوشیارپور
۳۰۸	مہدی خاں صاحب	" "
۳۰۹	چوہدری فضل الٰہی صاحب	" گوجرانوالہ
۳۱۰	غلام محمد صاحب	" گورداسپور
۳۱۱	مہند صاحب	" "
۳۱۲	شہاب دین صاحب	" "
۳۱۳	سردار احمد صاحب	" "
۳۱۴	صادق دین صاحب	" "
۳۱۵	خیر الدین صاحب	" "
۳۱۶	فیض محمد صاحب	" امرتسر
۳۱۷	غلام علی صاحب	" گورداسپور

نمبر	نام	مقام
۳۱۸	غلام محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۳۱۹	محمد صادق صاحب	" "
۳۲۰	دین محمد صاحب	" "
۳۲۱	محمد شفیع صاحب	" "
۳۲۲	بڈھا صاحب	" "
۳۲۳	نثار احمد صاحب	" "
۳۲۴	غلام یسین صاحب	" گجرات پنجاب
۳۲۵	منظور حسین صاحب	" شیخوپورہ
۳۲۶	سید محمود صاحب	" گوجرانوالہ
۳۲۷	محمد دین صاحب	" لائلپور
۳۲۸	اللہ دتا صاحب	" "
۳۲۹	حیات محمد صاحب	" سیالکوٹ
۳۳۰	ابراہیم صاحب	" گورداسپور
۳۳۱	شمس الدین صاحب	" "
۳۳۲	حسن محمد صاحب	" "
۳۳۳	شیخ محمد دین صاحب	" "
۳۳۴	حبیب احمد صاحب	" "
۳۳۵	بشیر احمد صاحب	" سیالکوٹ
۳۳۶	محمد عبداللہ صاحب	" "
۳۳۷	اللہ دتا صاحب	" "
۳۳۸	کرامت علی صاحب	" "
۳۳۹	عبدالقادر صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخاں
۳۴۰	امام بخش خان صاحب	" "
۳۴۱	عنایت اللہ صاحب	" "
۳۴۲	محمد صادق صاحب	" گجرات پنجاب
۳۴۳	محمد بخش صاحب	" میرپور
۳۴۴	الف دین صاحب	" "
۳۴۵	عبداللہ میر صاحب	کشمیر
۳۴۶	حسن محمد صاحب	ریاست جموں
۳۴۷	مولوی احمد صاحب	ضلع لاہور
۳۴۸	عظیم خان صاحب	" "
۳۴۹	بشیر احمد صاحب	سیالکوٹ
۳۵۰	برکت علی صاحب	ریاست کپورتھلہ
۳۵۱	میاں امام الدین صاحب مع اہل وعیال ریاست فرید کوٹ	
۳۵۲	چانن دین صاحب مع اہل وعیال ریاست فریدکوٹ	
۳۵۳	اللہ دتا صاحب	لاہور
۳۵۴	محمد حسین صاحب	"

نمبر	نام	مقام
۳۵۵	روشن دین صاحب	ضلع ہوشیارپور
۳۵۶	شرف دین صاحب	" گورداسپور
۳۵۷	رمضان شاہ صاحب	" "
۳۵۸	مرزا سعید محمد صاحب	" "
۳۵۹	محمد امین صاحب	" ہزارہ
۳۶۰	علی محمد صاحب	" شاہ پور
۳۶۱	علی محمد صاحب	" "
۳۶۲	فضل احمد صاحب	" "
۳۶۳	سردار بخش صاحب	" "
۳۶۴	غلام محمد صاحب	" "
۳۶۵	علی محمد صاحب	" "
۳۶۶	غلام محمد صاحب	" "
۳۶۷	وہاب صاحب	" گجرات
۳۶۸	میرا صاحب	ریاست پونچھ
۳۶۹	حبیب اللہ صاحب	امرتسر
۳۷۰	محمد صدیق خان صاحب	ضلع گوڑگانواں
۳۷۱	علم دین صاحب	" گورداسپور
۳۷۲	عصمت اللہ خان صاحب	پشاور
۳۷۳	جان محمد صاحب	"
۳۷۴	مجید احمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۳۷۵	ناصر احمد صاحب	" "
۳۷۶	میاں عبدالرزاق صاحب	پونا
۳۷۷	حسین بخش صاحب	ضلع سیالکوٹ
۳۷۸	فیروز الدین صاحب	" "
۳۷۹	برکت علی صاحب	" "
۳۸۰	نصر اللہ صاحب	" "
۳۸۱	فیروز دین صاحب	" گجرات
۳۸۲	ملک محمد خاں صاحب	کوہاٹ
۳۸۳	عبدالرزاق صاحب	ضلع لاہور
۳۸۴	سیف الرحمن صاحب سواد	علاقہ سرحد
۳۸۵	رسول بی بی اہلیہ غلام قادر صاحب ضلع گورداسپور	
۳۸۶	احمد دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۳۸۷	غلام دین صاحب	" "
۳۸۸	محمد اسماعیل صاحب	" منٹگمری
۳۸۹	مولوی دوست محمد صاحب	" جھنگ
۳۹۰	رستم علی صاحب	لاہور شہر

اصلی ریکوریگولیٹر پاکٹ واچ
دنیا بھر میں پیتل کی بہترین
مشین سیویاں کل پلیٹڈ
قیمت سات روپے آٹھ آنے
ایم اے رشید اینڈ سنز موجد مشین سیویاں بٹالہ (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— دھلی۔ ۷؍فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایک کروڑ پونڈ قرضہ لینے کا انتظام کر رہی ہے؁

——— نیو دھلی۔ ۷؍فروری۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ آج نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور طے پایا کہ جو فیڈرل نظام گول میز کانفرنس میں تجویز کیا گیا ہے۔ وُہ اس فیڈرل طرز حکومت سے جداگانہ نوعیت رکھتا ہے۔ جس کا اس کانفرنس نے دھلی میں ایک قرارداد کے ذریعہ سے مطالبہ کیا تھا۔ لہٰذا وُہ اس مجلس کے لئے ناقابل قبول ہے۔ مجلس عاملہ اس بات پر انتہائی یاس اور ناامیدی کا اظہار کرتی ہے۔ کہ کانفرنس ہندو مسلم سوال کا منصفانہ حل پیش کرنے میں ناکام رہی۔ کانفرنس واضح کر دینا چاہتی ہے۔ کہ کوئی آئینی دستور خواہ وُہ کیسا ہی خوشنما اور دل آویز کیوں نہ ہو مسلمانوں کے لئے اس وقت تک قابل قبول نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں مسلمانوں کے حقوق اور مفاد پورے اور موثر طریق پر محفوظ نہ کر لئے جائیں گے۔ مجلس عاملہ وزیر اعظم کی تازہ تقریر پر جو دارالعوام میں کی گئی ہے۔ اپنی زبردست ناپسندیدگی کا اظہار کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں جداگانہ انتخاب کے مطالبہ کا جن الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کی توہین ہوتی ہے۔ مجلس عاملہ کی زبردست رائے ہے۔ کہ کانفرنس کا ایک خاص اجلاس جلد سے جلد منعقد کیا جائے۔

——— نئی دھلی۔ ۷؍فروری۔ مسر وکٹر سیسون نے ایک لاکھ روپیہ لیڈی اردن کی خدمت میں حسب ذیل کاموں کے لئے پیش کیا ہے۔ پچاس ہزار روپیہ ہوم سائنس کے متعلق مجوزہ سنٹرل کالج کے لئے۔ تیس ہزار روپیہ وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے نیو دھلی کے لئے۔ دس ہزار روپیہ لیڈی منٹو کی انڈین نرسنگ ایسوسی ایشن کے لئے۔ اور دس ہزار روپیہ سناور کے تپ دق کے ہسپتال کے لئے جو لیڈی اردن نے قائم کیا ہے؁

——— الہ آباد۔ ۷؍فروری۔ آج بعد دوپہر سرتیج بہادر سپرو اور گاندھی جی میں تقریبًا دو گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ پنڈت مالوی اور مسٹر سین گپتا بھی موجود تھے۔ سرتیج بہادر سپرو حکومت کی پیشکش کی وضاحت کرتے رہے۔ کل پھر ملاقات ہوگی؁

——— لاہور۔ ۷؍فروری۔ آج سشن جج لاہور نے سجن سنگھ کو جس نے مسز کرٹس کو قتل اور اس کے دو چھوٹے بچوں کو مجروح کر دیا تھا۔ موت کی سزا دیدی۔ سجن سنگھ نے کہا۔ کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپیل نہیں کرے گا۔ بلکہ خوشی سے سزا بھگتنے کو تیار ہے؁

——— لاہور۔ ۷؍فروری۔ سشن کورٹ سے ہری کرشن کو پھانسی کی سزا ہو چکی ہے۔ اس حکم کے خلاف عدالت عالیہ میں مرافعہ دائر کر دیا گیا ہے۔ چند روز تک اس کی سماعت ہوگی۔

——— پنجاب گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ خان بہادر نواب مظفر خان ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات ۳۱؍جنوری سے ایک ماہ کی رخصت پر چلے گئے ہیں۔ ان کی جگہ خان صاحب شیخ فضل الٰہی محکمہ مذکور کے قائم مقام ڈائرکٹر اور حکومت پنجاب کے صیغہ جات متعلقہ کے جائنٹ سیکرٹری مقرر کئے گئے ہیں؁

——— پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر نے مسٹر منوہر لال ایم اے بیرسٹر وایٹ لاء رکن پنجاب کونسل اور جسٹس دلیپ سنگھ جج عدالت عالیہ کو ازسرنو پنجاب یونیورسٹی کا فیلو مقرر کیا ہے۔

——— الہ آباد۔ ۷؍فروری۔ حکومت صوبجات متحدہ عنقریب کورٹ فیس میں اضافہ کرنے کا ایک مسودۂ قانون پیش کرنے والی ہے۔ یہ مسودہ موجودہ مالی حالت کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے۔

——— لاہور۔ ۷؍فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پریوی کونسل میں سردار بھگت سنگھ اور دوسرے نوجوانوں کی طرف سے ٹربونل کے خلاف مرافعہ دائر ہو چکا ہے۔ بحث کے لئے ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔

——— مدراس۔ ۷؍فروری۔ موضع تھپال پتی کے دیہاتی مجسٹریٹ کے گھر میں چودہ اشخاص پر اسرار طریقہ پر مر گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ صبح کے وقت اہل خانہ کی نعشیں پائی گئیں جن میں سے بعض کو گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ اور بعض خنجر سے ہلاک کئے گئے تھے؁

——— لندن۔ ۷؍فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پارلیمنٹ میں بہت سے لیبر ممبران نے وزیر ہند پر زور دیا۔ کہ کلکتہ کارپوریشن کے میئر کو فورًا رہا کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کا جیل میں رہنا صلح کے راستے میں ایک زبردست رکاوٹ ہوگی؁

——— جھلوکاٹی (باریسال) ۶؍فروری۔ گزشتہ شب چور مقامی سول عدالت کے نظارت کے کمرے میں نقب لگا کر اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے سرکاری آہنی صندوق کھولا۔ اور چالیس ہزار کی نقدی اور جواہرات چرا کر رفوچکر ہو گئے؁

——— لکھنؤ۔ ۷؍فروری۔ ہز ایکسیلنسی گورنر صوبہ متحدہ نے راجا بہادر خوشحال پال سنگھ (مستعفی) کی جگہ مسٹر جے۔ پی سریواستاوکو وزیر تعلیم مقرر کیا ہے۔ آپ یو۔ پی کونسل میں بالائی ہند کے ایوان تجارت کے نمائندہ اور کانپور کے مشہور و معروف تاجر ہیں۔ مسٹر موصوف صوبجاتی سائمن کمیٹی کے صدر تھے؁

——— بمبئی۔ ۷؍فروری۔ گجرات کے ضلع پنچ محل میں ۲۰ کانگریس کمیٹیاں خلاف قانون قرار دی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کا ارادہ تھا۔ کہ بعض مروجہ قوانین کی خلاف ورزی کریں۔ اور امن عامہ میں مخل ہوں؁

——— کلکتہ۔ ۶؍فروری۔ جمعیۃ الاقوام کے اقتصادی و مالی صیغہ کے ڈائرکٹر سر آرتھر سالٹر نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا۔ اس امر پر نہایت انہاک سے غور و خوض ہو رہا ہے۔ کہ مستقبل قریب میں ہندوستان میں جمعیۃ الاقوام کا ایک دفتر قائم کیا جائے۔

——— دھلی۔ ۶؍فروری۔ آرڈیننسوں کی فوری بندش کے مطالبہ کے جواب میں حکومت ہند کی طرف سے اسمبلی میں سر فضل حسین نے اعلان کیا۔ کہ تمام آرڈیننس اور متشددانہ قوانین اس وقت بند کر دیئے جائیں گے جب ان کی ضرورت نہ رہے گی۔ سر موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ پولیس کی لٹھ بازی سے غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ لیکن آئندہ پولیس اس وقت تک حملہ نہ کرے گی جب تک کہ اسے دق نہ کیا جائیگا؁

——— ٹوکیو۔ ۶؍فروری۔ ایک شخص چھرا ہاتھ میں لئے پارلیمنٹ میں داخل ہوا۔ اور دو ڈپٹی مجروح کئے۔ وزیر خارجہ نے لندن کے بحری معاہدے کے متعلق ایک تقریر کی تھی۔ اس کے بعد پارلیمنٹ میں کئی دفعہ فساد ہوا۔ یہ حملہ بھی اسی سلسلہ میں ہے؁

——— مدراس۔ ۹؍فروری۔ ترچناپلی میں پولیس نے ایک بم فیکٹری دریافت کی ہے۔ جس سے چھ ریوالور اور کئی بم برآمد ہوئے ہیں۔

——— باریسال۔ ۹؍فروری۔ کل رات بی۔ ایم کالج کی عمارت پر ایک بم پھینکا گیا۔ تفتیش ہو رہی ہے؁

——— الہ آباد۔ ۸؍فروری۔ مسٹر گاندھی نے پولیس کے رویہ کی تحقیقات کے لئے جو چٹھی وائسرائے کو لکھی تھی۔ اس کا جواب آگیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وائسرائے نے جو جواب دیا۔ وُہ گاندھی جی کے لئے تسلی بخش نہیں؁

——— مولانا محمد علی کے انتقال کی خبر سُنکر ان کی صاحبزادی جب دھلی سے اپنے وطن رام پور جا رہی تھیں۔ تو مرادآباد کے سٹیشن پر وہاں کی پولیس نے ان کی تلاشی لی تھی۔ اس کے متعلق اسمبلی میں سوال کیا گیا تھا۔ حکومت صوبجات متحدہ کے چیف سیکرٹری نے معافی مانگ لی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ یہ تلاشی غلط شناخت کی وجہ سے ہوئی۔

——— نیو دھلی۔ ۹؍فروری۔ ارکان اسمبلی نے فیصلہ کیا ہے کہ اسمبلی کے ایوان کونسل میں سر ابراہیم رحمت اللہ صدر اسمبلی کو ۲۳؍فروری کے روز گارڈن پارٹی دی جائے؁

——— پشاور۔ ۹؍فروری۔ سشن جج پشاور نے دفتر چیف کمشنر پشاور کے سینئر کلرک مسٹر پیر محمد شاہ کو رہا کر دیا۔ جسے ۲۷؍دسمبر کو پستول کے ساتھ سوتیلی ماں کو قتل اور بیوی کو زخمی کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا؁

——— نیویارک۔ ۸؍فروری۔ ہوانا کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ حکومت نے مارشل لاء کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی ہے۔ اور ہائی سکول اس بناء پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ کہ وُہ بغاوت کے منبع اور سرچشمہ ہیں۔ نیشکر کے کھیتوں کو جلانے کا کام جاری ہے۔ گذشتہ رات ۷۵ ہزار پونڈ چینی تلف اور برباد کر دی گئی؁

——— ایبٹ آباد میں دو دن بارش ہو کر تقریبًا دو تین انچ برف پڑ گئی ہے۔ تمام پہاڑ۔ درخت۔ زمین اور کھیت سفید ہی نظر آتے ہیں۔ جیسے قدرت نے چونے کا پلستر کر دیا ہے۔ گلیوں میں برف کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)